السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بعض لوگ مذکورہ حدیث کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کا تعلق نماز تہجد کے ساتھ ہے تراویح کے ساتھ نہیں۔ آپ نے تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھی ہیں اور یہ بات بڑے بڑے حنفی علماء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ تہجد اور تراویح کے علیحدہ علیحدہ پڑھنے پر کوئی دلیل موجود نہیں جیسا کہ مولانا انور شاہ کاشمیری دیوبندی رقمطراز ہیں:

"ولا مناص من تسلیم ان التراویح علیہ السلام کانت ثمانیۃ رکعات ولم یثبت فی روایۃ من الرویات انہ علیہ السلام صلی التراویح والتہجد علی حدۃ فی رمضان."

''یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تراویح آٹھ رکعات تھیں اور کسی روایت سے ثابت نہیں کہ آپ نے تراویح اور تہجد کو رمضان میں علیحدہ علیحدہ پڑھا ہو''۔

یعنی اگر تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہوتیں تو رمضان میں ان کے الگ الگ پڑھنے کا آپ سے کوئی ثبوت ملنا چاہیے تھا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو گیارہ رکعات عام دنوں میں تہجد کے طور پر پڑھتے تھے، وہی گیارہ رکعت رمضان میں ادا کرتے تھے فرق صرف ان کے اوقات اور قیام میں طوالت کا تھا۔ ابو داؤد وغیرہ کے حوالے سے مذکورہ روایت جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین راتوں میں جماعت کرانے کا تذکرہ ہے، اس میں یہ دلیل بھی موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نمازِ تراویح کو رات کے تین حصوں میں پڑھا اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے اخیر رات تک اپنے عمل سے بتا دیا جس میں تہجد کا وقت آگیا پس فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ عشاء کے بعد طلوع فجر تک ایک ہی نماز ہے۔ یہی بات مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی نے اپنے فتاویٰ اُردو ۴۲۹/ا پر لکھی ہے۔

علاوہ ازیں ائمہ محدثین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پر قیام رمضان اور تراویح کے ابواب باندھے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں کتاب صلوۃ التراویح باب فضل من قام رمضان کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ذکر کرکے بتا دیا کہ اس کا تعلق نمازِ تراویح کے ساتھ ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں ۴۹۶، ۴۹۵/۲ پر باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان اور امام محمد بن حسن شیبانی شاگرد امام ابو حنیفہ نے اپنی موطا میں ص ۱۴۱ پر باب قیام شہر رمضان وما فیہ من الفضل قائم کیا ہے یعنی اس حدیث کا تعلق قیام رمضان کے ساتھ ہے۔ اکے علاوہ متعدد ائمہ نے اس حدیث کو ۲۰ رکعت والی موجوع و منکر روایت کے مقابلہ میں بطورِ معارضہ پیش کیا ہے جیسا کہ علامہ زیلعی حنفی نے نصب الرایہ ۱۸۳/۲، علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے الدریہ ۲۰۳/ا، علامہ ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر ۴۶۷/ا، علامہ عینی نے عمدۃ القاری ۱۲۸/۱۱ میں اور امام سیوطی نے الحادی للفتاوی ۳۴۸/ا پر ذکر کیا ہے۔

سیدنا جابر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات والوتر))

''ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائے۔ (صحیح ابنِ خزیمہ ۱۳۸/۲، ابنِ حبان ۶۴، ۲۶/۴)

امام ذہبی میزان میں فرماتے اور اس حدیث کی سند وسط (حسن) ہے۔ اسی طرح ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ آج رات میرے ساتھ ایک بات ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے ابی وہ کیا بات ہے؟ میرے گھرانے کی عورتوں نے کہا ہم قرآن نہیں پڑھتیں، اس لئے تمہاری اقتداء میں نماز ادا کریں گی۔

فصلیت بہن ثمان رکعات ثم أوترت قال فکان شبہ الرضا ولم یقل شیئا "
مسند ابی یعلی ۲۳۶/۳) امام ہیثمی نے اس سند کو حسن کہا ہے۔ (مجمع الزوائد) ''میں نے انہیں آٹھ رکعات پڑھائیں۔ پھر وتر ادا کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ کہا گویا اس پر رضامندی ظاہر کی۔ ''ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نمازِ تراویح میں آٹھ رکعات ہے۔
ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل